REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ — خطبہ ۱۰ — فی پرچہ ۱؎

جلد ۴۶/۱۱ — ۵ امان ۱۳۳۶ ہش — ۵ مارچ ۱۹۵۷ء — نمبر ۵۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

کراچی ۲ مارچ۔ محترم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ثانی بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ

حضور کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ حضور نے کل نماز جمعہ پڑھائی اور مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد دوپہر حضور نے ڈرگ روڈ کے احمدی احباب کو شرف ملاقات عطا فرمایا۔ حضور نے جناب حسین ملک صاحب کے ہاں تشریف لے جا کر سابق گورنر جنرل پاکستان جناب ملک غلام محمد صاحب مرحوم کی وفات پر تعزیت فرمائی۔ حضور وہاں قریباً ایک گھنٹہ تشریف فرما رہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

اسرائیل جنرل اسمبلی میں آج اپنے موقف کی وضاحت کریگا

اگر فوجیں ہٹنے کے آثار ظاہر نہ ہوئے تو چھ طاقتی قرارداد پر بحث کی جائے گی۔

نیویارک ۴ مارچ۔ آج اسرائیل غزہ اور خلیج عقبہ سے فوجوں کی واپسی کے متعلق جنرل اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت کرے گا۔ اس امر کا انکشاف اقوام متحدہ میں اسرائیل کے نمائندے نے کل واشنگٹن میں کیا۔ اسمبلی کے سامنے آجکل چھ ملکوں کی ایک قرارداد ہے۔ جس میں اسرائیل کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چونکہ اسرائیل فوجیں ہٹانے پر رضامند ہو گیا تھا۔ اس لئے اس قرارداد پر بحث ملتوی کر دی گئی تھی۔ لیکن چونکہ اسرائیل نے فوجیں ہٹانے پر رضامندی کا اعلان کرنے کے بعد اس معاملے کو پھر کھٹائی میں ڈال دیا ہے۔ اس لئے یہ خیال ہے کہ اگر آج اسرائیل نے اس بارے میں کوئی واضح موقف اختیار نہ کیا۔ اور فوجوں کی واپسی کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے۔ تو پھر چھ ایشیائی ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے اپنی اس قرارداد پر بحث کا مطالبہ کریں گے۔ جس میں اسرائیل کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تل ابیب حیفہ اور اسرائیل کے دوسرے شہروں میں مظاہروں کے بعد اسرائیلی کابینہ فوجیں ہٹانے کے سلسلہ میں ۔۔۔ اجلاس ہوگا جس میں خیال ہے اس سوال کے بارے میں آخری فیصلہ کیا جائے گا۔ فوجوں کے انخلاء کے بارے میں میجر جنرل برنز اور اسرائیلی کمانڈر کے درمیان جو بات چیت ہو رہی تھی۔ وہ بھی ملتوی کر دی گئی ہے کل اسرائیلی کمانڈر نے ایک بیان میں اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر فوجوں کی واپسی کے متعلق آخری فیصلہ ہو گیا۔ تو انہیں یہ دو تین ہفتے لگ جائیں گے۔

بارہ شامی باشندوں کی سزائے موت معاف کرنے کی اپیل

شکری القوتلی کے نام صدر لبنان کا خاص پیغام

بیروت ۴ مارچ۔ شام کی فوجی عدالت نے جن بارہ اشخاص کو سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔ لبنان کے صدر جناب کمیل شمعون نے بھی شام کے صدر جناب شکری القوتلی سے ان کو معافی دینے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے صدر شام کے نام جو ذاتی پیغام بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ مجھے امید ہے کہ عام انسانی ہمدردی کی بناء پر ان سب کی سزائے موت سزائے قید میں تبدیل کر دی جائے گی۔ یاد رہے پاکستان کے صدر جناب سکندر مرزا اور وزیر اعظم جناب حسین شہید سہروردی نے بھی جناب شکری القوتلی سے اسی قسم کی اپیل کی ہے۔

۱۴ اعلان اور اس سے پیدا شدہ صورت حال پر برابر غور کر رہی ہے۔ آج پھر اس کا

گلب پاشا کی برطرفی کی پہلی سالگرہ

عمان ۳ مارچ۔ کل یہاں اردنی دارالحکومت میں سکولوں کے سینکڑوں طلباء نے عرب لیجن کے سابق کمانڈر گلب پاشا کی برطرفی کی پہلی سالانہ تقریب منائی۔ طلبہ نے شہر کے گلی کوچوں میں مظاہرے کئے۔ یاد رہے کہ گذشتہ سال ۲ مارچ کو اردن کے والی شاہ حسین نے عرب لیجن کے برطانوی کمانڈر گلب پاشا کو برخاست کر دیا تھا۔ طلباء نے سامراج مردہ باد شاہ حسین اور عرب اتحاد زندہ باد کے نعرے لگائے۔ انہوں نے معاہدہ بغداد کی بھی مذمت کی۔

محترمہ عصمت بی بی صاحبہ کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

میری پھوپھی محترمہ عصمت بی بی صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد بخش صاحب مورخہ یکم اور ۲ مارچ کی درمیانی شب کو دسوہہ ضلع لائل پور میں اپنے بڑے بیٹے ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم بی بی ایس کے ہاں وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۶۱ سال تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت چوہدری شیر محمد صاحب رضی اللہ عنہ آف ۔۔۔ جنہیں حضور علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں شمولیت کا شرف حاصل تھا کی بڑی صاحبزادی تھیں۔

(باقی صفحہ ۔۔ پر)

تعلیم الاسلام کالج کا کانووکیشن

تعلیم الاسلام کالج کا کانووکیشن (جلسہ تقسیم اسناد) مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء بروز اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ ڈگری لینے والے اور انعامات حاصل کرنے والے جملہ طلباء ۹ مارچ ۱۹۵۷ء کو پانچ بجے شام تک کالج ہال میں ریہرسل کے لئے پہنچ جائیں۔

(پرنسپل)

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

خطبہ جمعہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (نساء)

یہ آیت بتاتی ہے کہ امام کی کامل اطاعت نظام کو قائم رکھنے اور کامیابی حاصل کرنے کا بڑا بھاری گر ہے

جنگِ احد بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ اس گر کو کبھی فراموش نہ کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

یہ خطبہ ابھی تک شائع نہیں ہو سکا تھا۔ اب صیغہ زود نویسی اس خطبہ کو اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل (انچارج شعبہ زود نویسی)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (نساء ع)

اس کے بعد فرمایا۔

غزوۂ احد

ہمارے لئے اپنے اندر بہت سے سبق رکھتا ہے چنانچہ اسی کے ایک واقعہ کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے جو میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگِ احد کے لئے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے تجویز کیا کہ اسلامی لشکر اپنے پیچھے پہاڑ رکھے۔ تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے

ایک پہاڑی درہ

پر جہاں سے دشمن کے آنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ آپ نے پچاس سپاہیوں کو اس کی حفاظت کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور سپاہیوں کے افسر کو تاکید کی۔ کہ یہ درہ اتنا ضروری ہے۔ کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں۔ تم نے اس جگہ سے نہیں ہلنا۔ لڑائی شروع ہوئی تو پہلے ہی حملہ میں

مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی

اور کفار میدان سے بھاگ نکلے۔ حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو ابن العاص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے جب کفار بھاگے اور مسلمان [illegible]

اپنے افسر سے کہا کہ اب تو دشمن کو شکست ہو چکی ہے۔ اب ہمیں بھی جہاد میں حصہ لینے کا موقعہ دیا جائے۔ افسر نے ان کو اس بات سے روکا۔ اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ خواہ کچھ ہو جائے۔ ہم مارے جائیں۔ یا جیت جائیں۔ تم نے اس جگہ سے نہیں ہلنا۔ اس لئے میں تمہیں درہ چھوڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ ہم فتح کے بعد بھی اس جگہ سے نہ ہلیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو یہ مطلب تھا کہ دشمن سے اس

درہ کی حفاظت

کی جائے۔ لیکن اب تو دشمن بھاگ چکا ہے اور مسلمانوں کو فتح ہو چکی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ہم یہیں ٹھہرے رہیں۔ افسر نے کہا تم جو چاہو کرو۔ لیکن میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے یہاں سے نہیں ہلوں گا۔

معلوم ہوتا ہے

وہ ماتحت سپاہی پیغامی قسم کے تھے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم تو معقول بات مانیں گے۔ غیر معقول بات نہیں مانیں گے اگر افسر کی ہر بات کو مان لیا جائے۔ تو یہ شرک ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہمارا افسر کہتا ہے کہ بے شک مسلمانوں کو فتح ہو گئی ہے۔ اور کفار بھاگ گئے ہیں۔ لیکن تم یہاں سے نہ ہلو۔ یہ حکم معقول نہیں ہم اپنی عقل سے کام لیں گے۔ اور جہاد میں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں گے۔ اب فیوچر کو کون جان سکتا ہے۔ حال کو تو [illegible]

سے تعلق رکھتی تھی۔ اور مستقبل کا علم نہ اس افسر کو تھا اور نہ ماتحتوں کو دونوں فریق نہیں جانتے تھے کہ آئندہ کیا ہو گا لیکن افسر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی وجہ سے اس بات پر اصرار کر رہا تھا۔ کہ اس جگہ سے نہ ہلا جائے۔ اور ماتحت سپاہیوں کا خیال تھا کہ ہم تو صرف معروف میں اس کی اطاعت کریں گے۔ اور معقول بات مانیں گے۔ غیر معقول بات کی اطاعت نہیں کریں گے دشمن بھاگ چکا ہے۔ اور مسلمان فوج کو فتح حاصل ہو چکی ہے۔ اب یہاں ٹھہرنا غیر معقول بات ہے۔ جسے ہم ماننے سے قاصر ہیں۔

ہم جہاد میں حصہ لیں گے

اور اس طرح ثواب حاصل کریں گے۔ گویا انہوں نے اپنی طرف رحمانی اور افسر کی طرف شیطانی بات منسوب کی۔ بہرحال وہ افسر کو اکیلا چھوڑ کر نیچے آ گئے۔ حضرت خالدؓ کی نظر دوڑتے ہوئے اس درہ پر پڑی جب انہوں نے اسے خالی پایا تو انہوں نے حضرت عمرو ابن العاص کو بلایا دونوں جرنیلوں نے اپنے بھاگتے ہوئے دستوں کو پھر سنبھالا۔ اور اسلامی لشکر کا بازو کاٹتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب درہ پر پہنچے تو افسر کے ساتھ صرف چند سپاہی تھے۔ جو درہ کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے۔ باقی سپاہی نیچے جا چکے تھے۔ دشمن فوج نے ان پر حملہ کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اس کے بعد پشت پر سے اسلامی لشکر پر حملہ آور ہو گئے مسلمان سپاہی اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔ فوج کا ایک حصہ غنیمت کا مال جمع کر رہا تھا۔ اور ایک حصہ دشمن فوج کا تعاقب کر رہا تھا۔ اور مسلمان مطمئن تھے [illegible]

دستہ کی وجہ سے ان کی پشت محفوظ ہے۔ اس لئے

جب اچانک حملہ ہوا

تو منتشر اسلامی فوج مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلی۔ صرف چند صحابہ دوڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اور دشمن نے اس مقام پر جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے شدت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے آپ کی حفاظت کرنے والے صحابہ میں سے

بڑی تعداد شہید ہو گئی

اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہو گئے۔ اور صحابہ کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ خبر مدینہ میں بھی جا پہنچی۔ اس پر عورتوں اور بچوں میں بھی سخت کرب پیدا ہو گیا۔ اور وہ دیوانہ وار احد کی طرف دوڑ پڑے۔ یہ سارا نتیجہ صرف پیغامیت کا تھا۔ اگر بعض لوگوں کے دلوں میں یہ

پیغامی عقیدہ

نہ ہوتا کہ ہم نے صرف معقول بات ماننی ہے تو مسلمانوں کو فتح کے بعد شکست نہ ہوتی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو تکلیف نہ پہنچتی۔ بہرحال درہ کی حفاظت کرنے والوں نے پیغامی عقیدہ کے ماتحت افسر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ انہیں پتہ نہیں تھا۔ کہ معقول بات کونسی ہے۔ افسر کا حکم معقول ہے۔ یا وہ بات جو وہ کہہ رہے ہیں۔ وہ معقول ہے۔ کیونکہ یہ بات مستقبل کے متعلق تھی اور مستقبل کا علم نہ افسر کو تھا۔ اور نہ ماتحت سپاہیوں کو۔ اگر تم یہ کہو کہ امام اگر چاہے کہ حکم دے تو کیا پھر بھی اس کی اطاعت کی جائے؟ تو ہم کہتے ہیں

کہ وہ امام ہی کب رہے گا۔ جو یہ کہے کہ چوری کرو۔ آخر وہ ایسی ہی بات کہے گا۔ جو اجتہادی ہوگی۔ اور اجتہادی بات وہی ہوگی۔ جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہوگی۔ اور مستقبل کا علم نہ امام کو ہوتا ہے۔ اور نہ مقتدی کو ہوتا ہے۔ تو پھر اختلاف کس بات کا رہا۔ امام ایک ایسے زمانہ کے متعلق بات کہتا ہے۔ جس کا نہ اسے علم ہے۔ اور نہ مقتدی اسے جانتے ہیں۔ پھر ماتحت کو کس نے اجازت دی ہے۔ کہ وہ کہے کہ میں تو اپنی عقل کے مطابق کام کروں گا۔ اور امام کی بات نہیں مانونگا۔ اگر وہ ایسا کریگا۔ تو نتیجہ وہی ہوگا۔ جو احد کے واقعہ میں ہؤا۔ احد کی جنگ میں جب بعض مسلمانوں نے پیغامیت کا مظاہرہ کیا۔ تو اس کے نتیجہ میں دشمن شکست کے بعد جیتا۔ کفار پیچھے کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ اور انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی خیال کر لیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ گو خدا تعالیٰ نے

واللہ یعصمک من الناس کی پیشگوئی

کے مطابق آپ کو بچا لیا۔ لیکن یہ خبر مدینہ میں بھی جا پہنچی۔ کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس وقت بڑے زور سے پکارا اور کہا۔ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو مار دیا ہے۔ گویا اس نے فخر سے اس بات کا اعلان کیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شہادت اسلام کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا۔ تا ایسا نہ ہو کہ دشمن حقیقت حال سے واقف ہو کر پھر حملہ کر دے۔ جب اسلامی لشکر کی طرف سے اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔ تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا۔ کہ اس کا خیال درست ہے۔ پھر اس نے بڑے زور سے پکار کر کہا۔ کہ ہم نے ابوبکر کو بھی مار دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی حکم دیا۔ کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا۔ کہ ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے جو بہت جوشیلے تھے۔ اس کے جواب میں یہ کہنا چاہا۔ کہ ہم لوگ خدا تعالےٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ اور تمہارا سر توڑنے کے لئے موجود ہیں۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ عمر خاموش رہو۔ اور مسلمانوں کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ جب ابوسفیان کو یقین ہو گیا۔ کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تینوں کو شہید کر دیا ہے۔ تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ لنا عزّٰی ولا عزّٰی لکم۔ دیکھو۔ عزّٰی دیوتا ہمارے ساتھ ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی عزّٰی نہیں۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہو لنا مولیٰ ولا مولیٰ لکم۔ خدا تعالیٰ ہمارا والی اور نگران ہے۔ لیکن تمہارا کوئی والی اور نگران نہیں۔ چنانچہ آپ کی یہ بات سچی نکلی۔ مسلمان پھر جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے کفار کو شکست دیدی غرض جنگ احد میں جو شکست مسلمانوں کو اٹھانی پڑی۔ وہ

محض پیغامی عقیدہ کی وجہ سے تھی

اگر اس وقت کوئی پیغامی عقیدہ نہ ہوتا۔ اور وہ لوگ سمجھتے کہ ہمیں تو اولی الامر منکم کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور یہ نہ کہہ دیتے۔ کہ فتح کے بعد بھی اس مقام پر کھڑے رہنا بے وقوفی ہے۔ تو مسلمانوں کو شکست نہ اٹھانی پڑتی۔ لیکن ان لوگوں نے پیغامی عقیدہ کے ماتحت اپنے افسر کی بات نہ مانی۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زخمی ہو گئے۔ اور ایسی حالت میں مبتلا ہوئے۔ کہ صحابہؓ کو خیال پیدا ہؤا۔ کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ پیغامی عقیدہ یہی ہے۔ کہ ہر بات میں اطاعت کرنی ناجائز ہے۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ ہر بات کے یہ کہاں معنے ہیں۔ کہ چوری یا زنا کا حکم بھی اس میں شامل سمجھ لیا جائے۔ اگر کوئی امام چوری یا زنا کا حکم دے گا۔ تو وہ آپ ہی اپنے آپ کو اسلام سے خارج کر لیگا۔ اطاعت کے مفہوم میں بہر حال وہی سوال آئے گا۔ جو شریعت کے مطابق ہوگا اور یہ سیدھی بات ہے کہ ایسے امور میں اگر نظام کو قائم رکھنا ہے۔ تو امام کی بات مانی جائیگی۔ کیونکہ کسی کو کیا علم ہے۔ کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے۔ نہ امام کو مستقبل کا علم ہو سکتا ہے۔ اور نہ مقتدی کو۔ پھر یہ کیونکر سمجھ لیا جائے۔ کہ امام کو تو مستقبل کا علم نہیں۔ صرف مقتدی کو مستقبل کا علم ہے۔ اس لئے مقتدی اس بات کا حق رکھتا ہے۔ کہ وہ مستقبل کے متعلق فیصلہ کر لے۔ اور امام کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ لیکن امام اس بات کا حق نہیں رکھتا۔ کہ وہ مستقبل کے متعلق کوئی اندازہ لگائے۔ اور مقتدیوں کو کوئی حکم دے۔ اگر مستقبل کا کوئی پتہ نہیں لگ سکتا۔ تو نہ امام کو اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور نہ مقتدی کو اس کا علم ہو سکتا ہے۔ اور اگر مستقبل کا پتہ لگ سکتا ہے۔ تو امام کو بھی اس کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور مقتدی کو بھی اس کا علم ہو سکتا ہے۔ گویا اگر مستقبل کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ تو امام اور مقتدی دونوں کو نہیں لگ سکتا۔ اور اگر پتہ لگ سکتا ہے۔ تو امام اور مقتدی دونو کو لگ سکتا ہے۔ اگر مستقبل کا علم دونوں کو ہو سکتا ہے۔ تب بھی دونو برابر ہو گئے۔ اور اس صورت میں اولی الامر منکم کے ماتحت امام کے حکم کی اطاعت فرض ہو گئی۔ اور اگر دونو کو پتہ نہیں لگ سکتا۔ تب بھی دونو برابر ہو گئے۔ اور

اولی الامر منکم کے ماتحت

امام کے حکم کی اطاعت لازمی ہو گئی۔ اور احد کی عملی مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ کہ درہ پر متعین سپاہیوں نے اپنے افسر کے سامنے عقلی دلیل پیش کی۔ اور اس عقلی دلیل سے انہوں نے خیال کیا۔ کہ ان کے افسر کا حکم غلط ہے۔ اور ہم نے جو بات سمجھی ہے۔ وہ معقول ہے مگر باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنے نزدیک ایک معقول بات پر عمل کیا۔ ان کی بات غلط نکلی۔ اور افسر کی بات ٹھیک نکلی۔ اور نتیجہ یہ نکلا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شدید تکلیف پہنچی۔ اور پھر صحابہؓ کو بھی اتنی تکلیف پہنچی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق خیال کر لیا گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ آپؐ کی خود کا کیل آپؐ کی پیشانی میں گھس گیا۔ اور ایک صحابیؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے اپنے دانتوں سے اسے نکالا۔ جس کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ اور صحابہؓ کو آپؐ کی اس طرح حفاظت کرنی پڑی۔ کہ حضرت طلحہؓ کے متعلق آتا ہے۔ کہ وہ آپؐ کے چہرہ کے سامنے اپنا ہاتھ سیدھا کر کے کھڑے ہو گئے۔ دشمن نے خیال کیا۔ کہ وہیں تیر مارنے چاہئیں۔ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہیں کیونکہ وہی ایک مرکزی نقطہ ہیں۔ اگر وہ ختم ہو گئے تو اسلام ختم ہو جائے گا۔ حضرت طلحہؓ نے جب دیکھا۔ کہ چاروں طرف سے تیر آپ پر پڑ رہے ہیں۔ تو وہ آگے آ گئے۔ اور آپؐ کے چہرہ کے آگے انہوں نے اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تیر پڑتے تھے۔ لیکن حضرت طلحہؓ انہیں اپنے ہاتھ پر روک لیتے تھے۔ جنگ احد کے بعد کسی نے حضرت طلحہؓ سے دریافت کیا۔ کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر پڑ رہے تھے۔ تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی۔ اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے جواب دیا۔ درد بھی ہوتی تھی۔ اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی۔ لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے۔ اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ پر آ گرے۔ اب تم سوچ لو کہ کجا یہ کہ اگر کسی کے ہاتھ میں ایک معمولی سی سوئی بھی چبھ جائے۔ تو وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ اور کجا یہ کہ ایک شخص آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ اپنا ہاتھ سیدھا کر کے کھڑا رہے۔ اور چاروں طرف سے اس پر تیر گر رہے ہوں۔ اور وہ اُف تک نہ کرے پھر اس بات کو بھی سوچو۔ کہ تیر کا کافی وزن ہوتا ہے۔ اور اس کا آخری سرا زیادہ بھاری ہوتا ہے۔ اب تصور کرو۔ کہ تیر کا اگلا سرا تو زخم میں چبھا ہؤا ہو۔ اور دوسرا سرا نیچے لٹک رہا ہو۔ تو کتنی تکلیف ہوگی۔ پھر وہاں ایک تیر نہیں تھا۔ بلکہ چار چار پانچ پانچ تیر ایک ہی وقت میں حضرت طلحہؓ کے ہاتھ میں چبھے ہوتے تھے۔ اور ان کے دوسرے سرے نیچے لٹک رہے ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے اُف تک نہیں کی۔ اور اس لئے اُف نہیں کی۔ کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ نہ ہل جائے۔ اور تیر بجائے میرے ہاتھ پر پڑنے کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرہ مبارک پر نہ پڑیں غرض اس قدر تکلیف جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کو پہنچی۔ وہ صرف چند پیغامی عقیدہ رکھنے والوں کی وجہ سے پہنچی۔ ان چند پیغامیوں نے یہ کہا۔ کہ یہ شرک ہے۔ کہ کسی کی ہر بات مان لی جائے۔ اور اس پر اعتراض نہ کیا جائے۔ جیسے آج کل پیغامی لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ کہتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مجھ پر سچا اعتراض بھی کریگا۔ تو وہ گنہگار ہوگا۔ اب دیکھو جنگ احد میں درہ کی حفاظت پر متعین لوگوں نے سچا اعتراض کیا تھا یا نہیں۔ پھر وہ گنہگار ہوئے یا نہیں۔ انہوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا۔ اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ منشاء نہیں ہو سکتا تھا کہ جنگ ختم بھی ہو جائے۔ تب بھی تم اس درہ پر کھڑے رہو۔ پس انہوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا تھا۔ مگر پھر بھی گنہگار ہوئے۔ اور قرآن کریم میں ان کے اس گناہ کا ذکر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مسلمانوں پر یہ مصیبت اس لئے نازل ہوئی۔ کہ ان لوگوں سے غلطی ہوئی۔ اور وہ افسر کے کہنے کے باوجود درہ چھوڑ کر پیچھے آ گئے۔ (آل عمران ع ۱۶) غرض جنگ احد اس بات کی مثال ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اپنے افسر پر سچا اعتراض کیا۔ اور پھر بھی گنہگار ہوئے۔ اگر فتح ہو جاتی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھا جاتا۔ کہ یا رسول اللہ کیا آپ کا یہ منشا تھا۔ کہ اسلامی لشکر کو فتح بھی ہو جائے۔ اور دشمن بھاگ جائے۔ تب بھی ہم درہ پر کھڑے رہیں۔ تو ممکن ہے آپؐ فرماتے۔ کہ یہ تو بے وقوفی کی بات ہے۔ میرا منشا یہ نہیں تھا۔ کہ تم لوگ فتح کے بعد بھی وہاں کھڑے رہو۔ گویا اگر کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آتا۔ تو ممکن تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان لوگوں کی ہی تائید کرتے۔ جو درہ چھوڑ کر نیچے آگئے تھے۔ مگر چونکہ یہ بات مستقبل سے تعلق رکھتی تھی۔ اور کسی کو یہ پتہ نہیں تھا۔ کہ دشمن واپس لوٹے گا۔ اس لئے ماتحتوں نے غلطی کھائی۔ ورنہ بظاہر فتح کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بھی یہ بات کہی جاتی۔ تو ہو سکتا تھا۔ کہ آپ اعتراض کرنے والوں کی بات کی ہی تصدیق کرتے۔ اور فرماتے۔ کہ یہ تو بے وقوفی کی بات ہے۔ کہ دشمن بھاگ کر مکہ بھی پہنچ جائے۔ تب بھی تم وہیں کھڑے رہو۔ اس لئے میرے حکم کا یہ مطلب نہیں تھا۔ کہ تم فتح ہونے کے بعد بھی وہیں کھڑے رہو۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ آیا کسی کو غیب کا علم تھا۔ اور اسے معلوم تھا۔ کہ کفار بھاگ کر مکہ پہنچ جائیں گے۔ اور اسلامی لشکر فتح کے نقارے بجاتا ہؤا مدینہ پہنچ جائے گا۔ یہ کسی کو بھی علم نہیں تھا۔ ہاں نظر یہ آرہا تھا۔ کہ دشمن بھاگا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو فتح ہوگئی ہے۔ مسلمان کفار کو مار رہے ہیں۔ اور انہیں لوٹ رہے ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھتے ہوئے درہ سے اتر آنے والوں کا قیاس بظاہر صحیح تھا۔ اور ان کے افسر کا قیاس بظاہر غلط تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ ان کے افسر کا قیاس بظاہر غلط تھا۔ پھر بھی خدا تعالے کہتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے افسر کی بات کیوں نہیں مانی۔ اور چونکہ انہوں نے اپنے افسر کی بات نہ مانی اس لئے اللہ تعالے نے انہیں سزا دی۔ اور مسلمانوں کی فتح کو ایک عارضی شکست میں بدل دیا۔ پس اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کی آیت اپنے اندر

ایک بہت بڑا سبق

رکھتی ہے۔ اگر لوگ اس کا صحیح مفہوم سمجھ لیں۔ تو وہ ہر جگہ آسانی کے ساتھ صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص لازمی طور پر صحیح نتیجہ نکالے وہ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی اگر نظام کو قائم رکھنا ہے۔ تو امام کی بات ہی مانی جائے گی۔ اگر اس کی بات نہ مانی جائے۔ تو وہی نتیجہ نکلے گا جو جنگ احد میں نکلا۔ افسوس ہے۔ کہ بعد میں بھی مسلمانوں نے اپنی نادانی سے اس سبق کو یاد نہ رکھا۔ اور اپنے افسروں کی اطاعت کا صحیح نمونہ نہ دکھایا۔ جس کا

نتیجہ یہ ہؤا

کہ یا تو ساری دنیا مسلمانوں کے ماتحت تھی۔ اور مسلمان حاکم تھے۔ اور یا آج دنیا کے اکثر حصوں میں مسلمان محکومیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات پیدا نہ ہوتی۔ اور اگر حکومت بغداد کے گورنر اپنی ہی حکومت کے خلاف نہ کھڑے ہو جاتے۔ اور یہ نہ کہتے۔ کہ بغداد کا خلیفہ جو حکم دے رہا ہے۔ وہ غلط ہے۔ تو نہ بنو عباس کی حکومت ختم ہوتی۔ اور نہ بنو امیہ کی حکومت ختم ہوتی۔ بلکہ دونوں حکومتیں قیامت تک چلتی چلی جاتیں۔ یہ دونوں حکومتیں صرف اس لئے تباہ ہوئیں۔ کہ ان کے بعض گورنروں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے عقل بخشی ہے۔ اس لئے وہ عقل سے کام لیں گے اور ہر بات میں

اپنی حکومت کی اطاعت

نہیں کریں گے۔ نتیجہ یہ ہؤا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومتیں نکل گئیں۔ اسلام کی شان و شوکت جاتی رہی۔ اور آج مسلمان در بدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ اور یا تو مسلمانوں کے نام سے تمام دنیا ڈرتی تھی۔ اور یا یہ حالت ہے کہ وہ اکثر جگہ محکوم اور ذلیل ہیں۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے جو پیدا ہؤا۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رومن حکومت کی وہی حیثیت تھی۔ جو اس وقت امریکن حکومت کی ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے جھگڑے کے وقت رومی بادشاہ نے سمجھا۔ کہ اس وقت میں حملہ کروں۔ اور اسلامی ملک فتح کر لوں اس کے دربار میں ایک پادری تھا۔ جو بڑا عقلمند تھا۔ اس نے بادشاہ کی تیاری دیکھی تو ایک بڑی گندی مثال دے کر اسے حملہ کرنے سے روکا۔ مثال تو اس نے بڑی گندی دی تھی۔ لیکن اس سے جو نتیجہ اس نے نکالا۔ وہ صحیح تھا وہ کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت۔ آپ دو کتے لائیں۔ اور انہیں کچھ عرصہ بھوکا رکھ کر ان کے سامنے گوشت ڈالیں بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ وہ گوشت دیکھ کر آپس میں لڑنے لگ گئے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ اب آپ ان پر شیر چھوڑ دیں۔ شیر کو دیکھتے ہی ان دونوں نے لڑائی بند کر دی۔ اور وہ شیر پر جھپٹ پڑے۔ یہ مثال دے کر اس نے کہا۔ کہ مسلمان بھی اس وقت آپس میں لڑ رہے ہیں۔ لیکن جس وقت آپ نے ان پر حملہ کیا۔ وہ اکٹھے ہو جائیں گے۔ اس لئے آپ ان کی باہمی لڑائی سے کوئی غلط نتیجہ نہ نکالیں۔ پھر اس پادری نے بادشاہ کو مشورہ دیا۔ کہ پہلے ان کو خبر دے دیجئے۔ کہ ہم حملہ کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھیں کہ مسلمان کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ رومی بادشاہ نے اپنے جرنیلوں کو حکم دیا۔ کہ یہ خبر باہر نکلنے دو۔ کہ ہم اسلامی ملک پر حملہ کرنے والے ہیں۔ جب یہ خبر دمشق پہنچی۔ تو حضرت معاویہؓ نے اسے پیغام بھیجا۔ کہ شاید تم نے یہ سمجھا ہوگا۔ کہ اس وقت میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے۔ اور اس وقت سے فائدہ اٹھا کر تم اسلامی ملک فتح کر لوگے۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے اسلامی ملک کی طرف نگاہ بھی اٹھائی۔ تو سب سے پہلا جرنیل جو علیؓ کی طرف سے تم سے لڑنے کے لئے نکلے گا۔ وہ میں ہوں گا۔ یہ پیغام پہنچتے ہی رومی بادشاہ نے اس پادری کو بلایا۔ اور کہا تم سچ کہتے تھے۔ ہمارے لئے مسلمانوں سے لڑائی کرنا بیکار ہے۔ ہم نے سمجھا تھا۔ کہ مسلمانوں کے باہمی انتشار کی وجہ سے ہم جیت جائیں گے۔ مگر یہ لوگ پھر بھی اکٹھے ہیں۔ اس وقت حضرت معاویہؓ کے ماتحت صرف شام کا علاقہ تھا۔ لیکن بعد میں

بنو امیہ اور بنو عباس

کی حکومتوں کے ماتحت بڑا وسیع علاقہ رہا۔ اور وہ حضرت معاویہؓ کی حکومت سے بہت زیادہ طاقتور تھیں۔ ان کے ماتحت افریقہ کے انتہائی کونوں سے لے کر ہندوستان کے انتہائی سرے تک کے علاقے تھے عراق بھی ان کے پاس تھا شام بھی ان کے پاس تھا۔ مصر بھی ان کے پاس تھا لیبیا بھی ان کے پاس تھا۔ ٹیونس بھی ان کے پاس تھا مراکش بھی ان کے پاس تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ اس طرح گرے۔ کہ ان میں دوبارہ اٹھنے کی ہمت نہ رہی۔ اور ساری دنیا میں مسلمان محکوم ہو کر رہ گئے۔ اس کے مقابل میں حضرت معاویہؓ کے پاس ایک چھوٹی سی حکومت تھی۔ مگر اس میں اس قدر طاقت تھی۔ کہ انہوں نے روم کے بادشاہ کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور جب اس نے ارادہ کیا۔ کہ اسلامی ملک پر حملہ کرے۔ تو انہوں نے اسے ایسا جواب دیا۔ کہ وہ کانپ اٹھا۔ اور اس نے حملہ کا ارادہ چھوڑ دیا۔ پس دنیا میں قومی ترقی کے لئے

نظام بڑی ضروری چیز ہے

ایک بیوقوف پیغامی لکھتا ہے۔ کہ مبایعین کو صرف اس لئے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ کہ نظام کی کشش نے انہیں ان سے منسلک کر رکھا ہے۔" (پیغام صلح ۱۳ر اکتوبر ۱۹۵۶ء صہ) حالانکہ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ابو سفیان کہتا کہ محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ خدا تھا۔ ان کے ساتھ جتھا اور نظام تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ہم ضرور جیت جاتے۔ حالانکہ نظام ہی خدا تعالے کی طرف سے ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ یہ محض خدا تعالے کا فضل تھا۔ کہ اس نے تیری طبیعت ہی ایسی بنائی ہے۔ کہ سب مسلمان تیرے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو لا انفضوا من حولک (آل عمران ع ۱۷) یہ لوگ تجھے چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ گویا خدا تعالے کہتا ہے کہ نظام میں قائم کیا کرتا ہوں۔ پس اگر کسی جماعت کے ساتھ نظام ہے۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ پس یہ

عجیب بات ہے

جو اس پیغامی نے لکھی۔ کہ مبایعین اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے پاس نظام ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کہا جائے۔ کہ یہ لوگ اس لئے جیتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ خدا ہے۔ کوئی ان نادانوں سے پوچھے۔ کہ بے وقوفو اگر ان کے ساتھ خدا ہے۔ تو کیا پھر بھی تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ تم ادھر جاؤ۔ جدھر خدا ہے۔ تم سے زیادہ عقلمند تو میاں نظام الدین صاحبؓ تھے۔ میاں نظام الدین صاحبؓ ایک صحابیؓ تھے۔ ان کو حج کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں کئی حج کئے تھے۔ ایک دفعہ وہ حج سے واپس آئے۔ تو لوگوں نے ان سے کہا۔ کہ تمہارا دوست تو پاگل ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابھی بیعت لینی شروع کی تھی۔ اور میاں نظام الدین صاحبؓ آپؑ کے پرانے دوستوں میں سے تھے۔ میاں نظام الدین صاحبؓ کہنے لگے۔ کہ کیا ہؤا۔ انہوں نے کہا تمہارا دوست مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) لکھتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے ہیں۔ میاں نظام الدین صاحبؓ کہنے لگے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم اس بات سے بھرا پڑا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور مرزا صاحب تو بڑے نیک آدمی ہیں۔ وہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو چکے ہیں۔ اگر فی الواقعہ انہوں نے ایسا کہا ہے

تو تم گھبراؤ نہیں میں اس کے پاس جاؤنگا اور قرآن کریم اس کے سامنے رکھ دوں گا۔ پھر وہ مان جائے گا۔ وہ قرآن مانتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ اسے اس بارہ میں غلطی لگی ہے مگر وہ قرآن کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ قرآن کو ضرور مانے گا۔ چنانچہ وہ قادیان آئے اور حضرت صاحب کو ملے اور کہنے لگے حضور میں نے سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا

ہاں میں نے ایسا کہا ہے۔ میاں نظام دین رضؓ صاحب نے کہا کیا آپ قرآن کریم کے خلاف کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ قرآن کریم کے خلاف نہیں۔ میاں نظام دین صاحب رضؓ کہنے لگے۔ یہ عقیدہ تو قرآن کریم کے خلاف ہے کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا اگر قرآن کریم سے ثابت ہو جائے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ ہیں تو ہم مان لیں گے۔ میاں نظام دین رضؓ صاحب کہنے لگے اگر میں ایک سو آیتیں ایسی لا دوں جن سے ثابت ہو کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ ہیں تو کیا آپ مان لیں گے انہوں نے خیال کیا کہ جب سارے مولوی کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں۔ تو قرآن کریم میں

سو آیت تو ایسی ضرور ہوگی

جن سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہوگا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ میاں صاحب سو آیت کا کیا سوال ہے آپ ایک آیت ہی لکھوا لائیے۔ کیونکہ قرآن کریم کا تو ایک شوشہ بھی ماننے کے قابل ہے اگر آپ ایک آیت بھی لکھوا لائیں گے تو میں مان لوں گا۔ میاں نظام دین صاحب رضؓ کہنے لگے ایک سو نہیں تو ۷۰۔ ۸۰ ہی سہی۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ میاں نظام دین رضؓ ۷۰۔ ۸۰ آیتوں کی ضرورت نہیں۔ ایک آیت ہی کافی ہے میاں نظام دین صاحب رضؓ نیچے اترتے اترتے دس آیتوں پر آ گئے لیکن حضرت صاحب یہی فرماتے رہے کہ میاں نظام دین! صرف ایک آیت لے آیئے میں مان جاؤنگا آخر میاں نظام دین صاحب رضؓ نے کہا۔ اچھا میں دس آیات لے آتا ہوں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

بھی ان کے گھر سے دور نہ تھے۔ اسلئے وہ بٹالہ گئے۔ وہاں سے پتہ لگا۔ کہ مولوی صاحب لاہور گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ لاہور گئے

ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول قادیان آنے کے لئے لاہور آئے ہوئے تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اشتہار دینے شروع کئے تھے کہ میرے ساتھ وفات وحیات مسیح پر مباحثہ کر لو۔ اور بحث یہ تھی کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں احادیث پیش کی جائیں گی اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرماتے تھے کہ احادیث نہیں۔ قرآن کریم پیش کیا جائے گا۔ وہ تو ظاہر ہے اصرار ہوتا رہا۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے بحث کو چھوٹا کرنے کے لئے فرمایا کہ چلو صحیح بخاری کی احادیث پیش کر دی جائیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے سمجھا کہ میری فتح ہوئی۔ جب میاں نظام دین صاحب رضؓ لاہور پہنچے تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

اہل حدیث کی مسجد

میں اپنے دوستوں میں بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے۔ دیکھو مرزا صاحب کا پہلوان نورالدین رضؓ آیا۔ ادھر میں اہل حدیث کا پہلوان کھڑا ہوا ہماری بحث ہوئی۔ میں نے کہا۔ حدیث اس نے کہا قرآن میں نے کہا حدیث اس نے کہا قرآن اور وہ اسی پر اصرار کرتے رہے۔ آخر میں نے اسے یوں پٹخا اور یوں رگیدا اور اس طرح گرایا کہ اسے ماننا پڑا۔ اور کہنے لگا کہ بخاری بھی پیش کر سکتے ہو۔ اتنے میں میاں نظام الدین رضؓ صاحب جا پہنچے اور کہنے لگے جانے دو۔ نورالدین رضؓ کو۔ میں تو مرزا غلام احمد کو بھی جوان کے سردار ہیں منوا آیا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب نے کہا۔ کیا منوا آئے ہو۔ میاں نظام دین صاحب رضؓ نے کہا۔ مرزا صاحب تو کہتے تھے کہ

ایک آیت ہی کافی ہے

لیکن میں کہہ آیا ہوں کہ میں دس آیات لکھوا کر لا دیتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن سے ایسی آیتیں نکلوا لاؤ تو میں اپنے عقیدہ سے توبہ کر لونگا اس لئے آپ مجھے جلدی سے حیات مسیح کی دس آیات لکھ دیں۔ مولوی محمد حسین صاحب تو فخر کر رہے تھے کہ میں نے مولوی نورالدین رضؓ کو پٹخا اور یوں پچھاڑا اور یوں دلیلیں دیں اور آخر وہ حدیث کی طرف آ گئے۔ میاں نظام دین صاحب رضؓ کی بات سن کر انہیں غصہ آگیا اور وہ کہنے لگے۔ بیوقوف پاگل کہیں کا۔ میں ہمیشہ نورالدین رضؓ کے ساتھ بحث کرتا رہا اور آخر کار اسے اس طرف لایا کہ

حدیث پیش کی جائیگی

اور تو پھر بحث کو قرآن کی طرف لے گیا

ہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا یہ فقرہ میاں نظام الدین صاحب رضؓ کو اس طرح چبھا۔ کہ وہ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اچھا مولوی صاحب! پھر جدھر قرآن ادھر میں۔ اگر قرآن مرزا صاحب کے ساتھ ہے تو میں بھی انہیں کے ساتھ ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ واپس آ گئے اور قادیان آ کر بیعت کر لی۔ پس قرآن کہتا ہے کہ نظام خدا تعالےٰ کا فضل ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ کہ تیرے ساتھ نظام ہے مگر یہ نظام تیرے ساتھ تیری وجہ سے نہیں۔ بلکہ ہماری وجہ سے ہے ہم نے تیری طبیعت کو ایسا بنایا ہے۔ کہ لوگ تیری طرف کھچے چلے آ رہے ہیں۔ اگر ہم تیری طبیعت کو ایسا نہ بناتے تو اتنا جتھہ تیرے ساتھ نہ ہوتا۔ جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ دہر کو گالی نہ دو اسی طرح اس آیت سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ نظام کو بُرا بھلا کہنا ناجائز ہے۔ کیونکہ

نظام خدا تعالیٰ بنایا کرتا ہے

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ دنیا میں کسی کی محبت قائم کرے۔ تو وہ پہلے جبریل سے کہتا ہے اور جبریل اپنے ماتحت فرشتوں سے کہتا ہے۔ اور وہ ماتحت فرشتے اپنے ماتحت فرشتوں سے کہتے ہیں اور اس طرح ساری دنیا میں وہ بات پھیلا دیتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ فیوضع لہ القبول فی الارض پھر ساری دنیا میں اس کی قبولیت پھیل جاتی ہے۔ تو گویا نظام یا لوگوں کا کسی کے گرد جمع ہو جانا خدا کے فضل سے ہوتا ہے خدا کے فضل کے بغیر نہیں ہوتا چاہے اس کی کوئی وجہ ہو۔ لیکن وہ وجہ بھی خدا تعالےٰ ہی پیدا کرتا ہے۔ تو اس پیغامی کا یہ کہنا کہ میاں صاحب کو قبولیت اسلئے حاصل ہے کہ نظام ان کے ساتھ ہے اس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ چونکہ

خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے

اس لئے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں اس سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر لوگ خدا تعالےٰ کے ساتھ جمع نہ ہوں۔ تو کس کے ساتھ جمع ہوں یہ لوگ تو خدا تعالےٰ کے دلدادہ ہیں۔ جب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا فلاں کے ساتھ ہے۔ تو وہ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے گویا جدھر خدا ہوگا۔ ادھر ہی یہ بھی جائیں گے۔ اور جس طرف خدا نہیں ہوگا۔ اسکو چھوڑ دیں گے مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایک شخص ماموریت کا مدعی ہوا

اس نے بہت سے رسالے لکھے۔ مگر میں نے ان کا کبھی جواب نہیں دیا۔ ایک دفعہ اس نے مجھے بڑے غصہ سے لکھا کہ تعجب کی بات ہے کہ آپ میری باتوں کا رد بھی نہیں کرتے۔ آپ بے شک مجھے مرتد قرار دیں کافر قرار دیں۔ مگر میری باتوں کا جواب تو دیں۔

یہ کیا وجہ ہے

کہ مجھے آپ بُرا بھلا بھی نہیں کہتے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ تم نے سمجھا تھا کہ مرزا صاحب کو لوگوں کو بُرا بھلا کہنا کوئی دنیوی بات تھی۔ حالانکہ وہ کوئی دنیوی بات نہیں تھی۔ لوگوں نے اگر انہیں بُرا کہا۔ تو ان سے خدا تعالےٰ نے ہی بُرا کہلوایا تاکہ لوگوں کی توجہ آپ کی طرف ہو جائے۔ تو بُرا کہنا بھی کسی کے اختیار میں نہیں۔ صرف خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے تو تو میری منتیں کرتا ہے کہ میں تمہیں بُرا کہوں۔ لیکن مرزا صاحب نے کسی سے بھی یہ نہیں کہا تھا کہ کوئی انہیں بُرا کہے۔ دنیا انہیں خود بخود بُرا کہنے لگ گئی اور یہ مخالفت خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی اسلئے کہ جب لوگ کسی کو بُرا کہتے ہیں تو لوگوں کی اس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے ایک دفعہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ آپ کو احمدیت قبول کرنے کا خیال کیسے پیدا ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ مجھے

احمدیت قبول کرنیکا خیال

مولوی ثناء اللہ صاحب کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ کیسے؟ اس نے کہا مولوی ثناء اللہ صاحب نے آپ کو بڑی گالیاں دی ہیں۔ اور آپ کو بُرا بھلا کہا ہے۔ ایک دن کسی نے میرے سامنے درثمین کے بعض اشعار پڑھے۔ تو میں نے خیال کیا کہ اگر ان شعروں میں کوئی شخص کسی کو گالیاں دیتا ہے تو وہ ضرور سچا ہوگا۔ اسلئے میں نے آپ کی بیعت کر لی کیونکہ میں نے سمجھا کہ ان شعروں کی وجہ سے تو شعر کہنے والے کی تعریف کرنی چاہیئے تھی۔ نہ کہ اسکی مذمت اگر ان شعروں پر کسی کو گالیاں ملتی ہیں۔ تو وہ صرف اس وجہ سے ملتی ہیں۔ کہ شیطان محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے اسے مارنا چاہتا ہے تو ایسی مخالفت بھی جس کی وجہ سے لوگوں کو توجہ پیدا ہو محض خدا تعالےٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] مخالفت ایسی بھی ہوا کرتی ہے جس سے [illegible] وہی مخالفت خدا تعالےٰ کی طرف سے سمجھی جاتی ہے [illegible] نتیجہ میں [illegible] مضبوط ہو اور [illegible]

مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں اور لاکھوں کی جماعت آئی۔ پھر میری مخالفت ہوئی۔ تو لاکھوں کی جماعت میرے ارد گرد جمع ہو گئی۔ اگر اس مخالفت کے بعد لاکھوں لوگ میرے ارد گرد جمع نہ ہوتے تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ مخالفت خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں۔ لیکن اس مخالفت کے بعد لاکھوں لوگ میرے ارد گرد جمع ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے تھی۔ اور خدا تعالےٰ چاہتا تھا کہ اس کے نتیجہ میں میری طرف لوگوں کو توجہ پیدا ہو

یہی وجہ تھی

کہ اس کا نتیجہ ہمارے حق میں اچھا نکلا۔ غرض مخالفت اگر مزید طاقت پیدا کرتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ نظام کی مضبوطی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور بابرکت ہوتی ہے۔ لیکن ایسی مخالفت جو کسی شخص یا قوم کو ذلیل کر دے وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا ثبوت ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے دنوں ہم میں کچھ منافق پیدا ہو گئے۔ تو غیر احمدی اخبارات نے لکھا کہ معافیاں مانگ مانگ کر ان لوگوں کے ناک رگڑے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں معافی نہیں ملتی۔ اس سے پتہ لگ گیا کہ خدا تعالےٰ ان کے ساتھ نہیں۔ اس لئے وہ نہ صرف جماعت کی نظر میں ذلیل ہوئے بلکہ ان کے دوست اخباروں نے بھی لکھا۔ کہ معافیاں مانگ مانگ کر ان کے ناک بھی رگڑے گئے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں معاف نہیں کیا جاتا اب بتاؤ کہ کیا کبھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ والوں کے آگے ناک رگڑے تھے

تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے

کہ ناک مکہ والوں نے ہی رگڑے تھے۔ اور انہوں نے ہی گڑ گڑا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی تھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر انتہائی مظالم ہوئے لیکن آپ نے مکہ والوں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔ کیونکہ سچائی آپ کے ساتھ تھی۔ آپ جانتے تھے کہ جتنی مخالفت ہوگی۔ اتنے ہی آپ کے ساتھی بڑھیں گے اور ترقی کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو مکہ والے اپنی ساری مخالفت کے باوجود تباہ اور ذلیل ہوئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی کامیاب و بامراد ہو گئے۔

پس اللہ تعالےٰ نے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم میں

ایک بڑا بھاری گر

بتایا ہے۔ جب تک مسلمانوں نے اس گر کو یاد رکھا وہ جیتتے رہے۔ اور اب بھی جماعت احمدیہ جب تک اس گر کو یاد رکھے گی وہ جیتتی چلی جائے گی۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اب بھی دیکھ لو۔ تم بہت تھوڑے ہو۔ اور غریب ہو مگر ساری دنیا میں تمہارے ہی مبلغ پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک دفعہ مصر کے مخالف ترین اخبار الفتح نے لکھا تھا کہ ۱۳۰۰ سال میں مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں مگر غیر مسلموں میں جتنی تبلیغ احمدیوں کی ہے۔ اتنی ان بادشاہوں نے بھی نہیں کی۔ پس غریب ہونے کے باوجود جماعت احمدیہ کو اس قدر تبلیغ کی توفیق ملنا بتاتا ہے کہ

خدا تعالےٰ کا ہاتھ تمہارے اوپر ہے

اگر خدا تعالےٰ کا ہاتھ تمہارے اوپر نہ ہوتا تو تم وہ کام نہ کر سکتے۔ جو بڑے بڑے مسلمان بادشاہ بھی نہیں کر سکے۔ پس جماعت کے اندر جو تنظیم پائی جاتی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ اس جماعت کے ساتھ ہے۔ پھر تنظیم اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جماعت کی مخالفت محض شیطانی چڑ کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اور جس کے ساتھ خدا تعالےٰ ہو اس کے خلاف چلنا مولوی محمد حسین بٹالوی والی بات ہے میاں نظام الدین صاحبؓ اس کے ساتھ تھے جس کے ساتھ خدا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی سے یہی کہا کہ جدھر قرآن ادھر میں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی ادھر تھے جدھر قرآن نہیں تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ حدیث جو ظنی چیز ہے وہ جدھر جائے ادھر میں جاؤں گا۔ اور میاں نظام دین صاحبؓ کہتے تھے کہ

قرآن یقینی چیز ہے

جدھر قرآن جائے گا۔ ادھر میں جاؤں گا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ میاں نظام الدین صاحبؓ ہدایت پا گئے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ناکام ہوئے اور انہیں اس دنیا میں بھی اتنی ذلت اور ناکامی دیکھنی پڑی جو شاید ہی اور کسی بڑے لیڈر کو دیکھنی پڑی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف ایک دفعہ پادریوں نے مقدمہ دائر کیا۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی ان کی طرف سے گواہ بن کر عدالت میں پیش ہوئے۔ جب وہ مجسٹریٹ کے سامنے گئے جو ڈپٹی کمشنر تھا۔ تو اس نے انہیں کرسی نہ دی۔ اس پر وہ غصہ کی وجہ سے ڈائس پر چڑھ گئے اور کہنے لگے میں گورنر کو بھی ملتا ہوں تو وہ مجھے کرسی دیتا ہے۔ پھر آپ نے مجھے کیوں کرسی نہیں دی

مجسٹریٹ نے کہا

مولوی صاحب گورنر کے پاس تو کوئی چوڑا بھی چلا جائے تو وہ اسے کرسی دیتا ہے۔ مگر وہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص پرائیویٹ ملاقات کے لئے جائے۔ یہ تو عدالت ہے اور عدالت میں کرسی اسکو ملے گی جو اس کا مستحق ہے۔ جب وہ پھر بھی نہ ہٹے۔ تو مجسٹریٹ انہیں ڈانٹ کر کہنے لگا۔ دور ہٹ جا اور جوتیوں میں بیٹھ جا۔ اس پر وہ باہر آ گئے اور اس خیال سے کہ باہر کے لوگوں کو ان کی ذلت کا پتہ نہ لگے۔ برآمدہ میں پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ اب چپڑاسی بھی ادھر ہوتا ہے جدھر مجسٹریٹ ہو۔ عدالت کے چپڑاسی نے وہ سب کچھ دیکھا تھا۔ جو اندر پیش آیا تھا۔ اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کہا کہ کرسی چھوڑ دیجئے اور یہ کہتے ہوئے اس نے انہیں کرسی سے اٹھا دیا۔ اس طرح انہیں وہ

جھوٹی عزت بھی نہ ملی

جو وہ دوسروں کی نظر میں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد وہ عدالت سے باہر آ گئے باہر سینکڑوں لوگ یہ دیکھنے آئے تھے۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کیا عزت ہوتی ہے۔ اور مرزا صاحب کو کیا ذلت پہنچتی ہے۔ جب مولوی صاحب ان لوگوں کے پاس آئے تو انہوں نے خیال کیا کہ عدالت میں تو جو ذلت ہوئی سو ہوئی۔ یہاں ان لوگوں سے ہی عزت کروا لوں۔ سامنے ایک چادر بچھی ہوئی تھی۔ اور بدقسمتی سے وہ ایک احمد دوست کی تھی۔ مولوی صاحب اس پر بیٹھ گئے۔ پاس ہی سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس احمدی دوست نے مولوی صاحب کو اپنی چادر پر سے بھی اٹھا دیا۔ کہنے لگا میری چادر چھوڑ دیجئے اور اسے ناپاک نہ کیجئے آپ عیسائیوں کی طرف سے گواہی دینے آئے ہیں

اب دیکھ لو

جس کو خدا تعالےٰ نے چھوڑ دے دنیا میں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ مولوی محمد حسین صاحب اپنے آپ کو اہل حدیث کا ایڈووکیٹ کہا کرتے تھے۔ لیکن اہل حدیث کا ایڈووکیٹ اور لیڈر ہونے کے باوجود وہ ذلیل ہوئے اور حضرت مرزا صاحب جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا وہ معزز ہو گئے ان کو خدا تعالےٰ نے وہ عزت دی کہ آج ساری دنیا میں آپ کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا یورپ کیا امریکہ اور کیا انگلستان سب میں آپ کے نام لیوا پائے جاتے ہیں۔ انڈونیشیا۔ فلپائن۔ ملایا۔ برما۔ سیلون۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ افغانستان۔ ایران۔ شام عراق۔ فلسطین اور دوسرے کئی ممالک میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو

حضرت مرزا صاحب کو دعائیں دیتے ہیں

اس لئے کہ آپ کے ذریعہ ان تک اسلام پہنچا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام کو بھی وہ نہیں جانتے۔ جس طرح گوجرانوالہ کے مدعی نبوت نے مجھے لکھا تھا کہ اگر آپ میری تعریف نہیں کرتے تو میری مذمت ہی کر دیں۔ اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی روح کہتی ہوگی کہ اے انگلستان کے لوگو تم میری تعریف نہیں کرتے تو مجھے گالیاں ہی دو اور وہ کہتے ہوں گے بیوقوف تیرا تو نام بھی ہم نہیں جانتے تجھے گالیاں کیسے دیں۔ تیرا تو نام بھی خدا تعالےٰ نے مٹا دیا ہے اور وہ ہم تک نہیں پہنچا۔ لیکن مرزا صاحب کا نام ہم تک عزت سے پہنچا ہے اور تیرا نام ذلت سے بھی نہیں پہنچا۔ پس ہمارے نزدیک تیری کوئی حیثیت نہیں اور گالیاں دینے کے لئے بھی کوئی حیثیت چاہیئے۔ آخر کتا کاٹتا ہے تو انسان اسے پتھر مارتا ہے لیکن اگر کوئی مرغا کسی کے پیچھا آ رہا ہو۔ تو اسے کوئی نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس مرغے نے تو کاٹنا ہی نہیں۔ اگر تو ہمارے مذہب پر حملہ کرتا اور تیری وجہ سے ہمارا مذہب خطرہ میں ہوتا تو ہم تیرا نام ذلت سے لیتے۔ مگر تیری وجہ سے ہمارا مذہب خطرہ میں نہیں پڑا۔

مذہب خطرہ میں پڑا ہے

تو وہ مرزا صاحب کی وجہ سے پڑا ہے اس لئے اگر ہم گالی دیں گے تو مرزا صاحب کو دیں گے۔ اور اگر ہمیں اسلام نصیب ہوا تو وہ مرزا صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے اگر ہم تعریف کریں گے تو مرزا صاحب کی کریں گے۔ تجھے تو ہم پوچھتے بھی نہیں۔ کیونکہ تیری کوئی حیثیت بھی ہمارے ملک میں نہیں۔ ہمارے ملک میں مرزا صاحب کو حیثیت حاصل ہے جنہوں نے ہمارے مذہب پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے اگر ہمیں گالی دینے کا شوق آئیگا تو ہم مرزا صاحب کو دیں گے۔ اور اگر ہم پر

اسلام کی صداقت کھل جائے گی

اور تعریف کریں گے تو مرزا صاحب کی کریں گے۔ تجھے ہم گالیاں بھی نہیں دیں گے۔ ہمارے ملک میں تجھے کوئی آدمی بھی نہیں جانتا۔ ہم صرف مرزا صاحب کو جانتے ہیں ٭

مختلف مقامات پر یوم مصلح موعود کی تقریب پر کامیاب جلسے

سانگلہ ہل

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۷ء بعد نماز مغرب مسجد جماعت احمدیہ سانگلہ ہل میں جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ چوہدری فقیر اللہ صاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب۔ ایاز احمد صاحب اور مہدی شاہ صاحب مربی سلسلہ نے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں جلسہ میں مستورات نے بھی شمولیت کی

ایم سمیع اللہ سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ

چونڈہ

بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ چونڈہ میں یوم مصلح موعود کا جلسہ ہوا۔ صدر صاحب نے جلسے کی غرض وغایت بیان کی۔ ملک محمد شفیع صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چونڈہ نے پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ سنا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے ثابت کیا۔ کہ یہ پیشگوئی ہر پہلو سے پوری ہوئی ہے۔ عنایت اللہ صاحب نے اشعار سنائے۔ مولوی محمود احمد صاحب نے پیشگوئی کے الفاظ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" "قومیں اس سے برکت پائیں گی اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" کی تشریح کی۔ آخر میں صاحب صدر ماسٹر رشید احمد صاحب نے پیشگوئی کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

ملک محمد شفیع پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ

گوٹھ نور آباد

جلسہ مصلح موعود کیا گیا۔ جلسہ میں بھائی محمد دین صاحب مولوی اللہ دتا صاحب اور خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں دربارہ مصلح موعود کا ذکر کر کے ثابت کیا کہ ہمارے موجودہ امام ہی ان کے مصداق ہیں۔ آخر میں حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی گئی۔

خاکسار عبداللہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوٹھ نور آباد سندھ

اوکاڑہ

مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۵۷ء بعد نماز عشاء جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ صاحب صدر چوہدری غلام قادر صاحب۔ مکرم ماسٹر عالم دین صاحب

شیخ عبدالحکیم صاحب۔ شیخ لال محمد صاحب اور شیخ گلزار احمد صاحب نے تقریریں کیں سید عزیز احمد صاحب قائد مربی نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون پڑھ کر سنایا

حکیم عبدالرحیم سیکرٹری اصلاح وارشاد

ڈیرہ غازیخاں

مسجد احمدیہ ڈیرہ غازیخاں میں بعد نماز مغرب مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل امیر ضلع کی صدارت میں جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ کارروائی کا آغاز سید احمد علی صاحب سیالکوٹی نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اور ایک طالب علم نذیر احمد صاحب مبشر نے نظم سنائی۔ اور پھر صدر صاحب جلسہ نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" پر تقریر فرمائی۔ اور عزیز طاہر احمد صاحب نے کلام محمود سے نظم سنائی۔ پھر ملک حبیب الرحمٰن صاحب نے "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ سے عشق" کے موضوع پر دلچسپ تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم ملک عزیز محمد صاحب وکیل نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے اس حصے پر کہ "وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا" اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ اور ان کے بعد مربی سلسلہ احمدیہ سید احمد علی صاحب سیالکوٹی نے تقریر کی جس میں صداقت اسلام کے نشان کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اولیائے امت محمدیہ اور سابقہ پیشگوئیوں کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "پسر موعود" سے متعلقہ پیشگوئی کے پورا ہونے کا مفصل ذکر کیا آخر پر خاکسار نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے مدظلہ العالی کا الفضل کے مصلح موعود نمبر میں سے بصیرت افروز مضمون پڑھ کر سنایا۔ اور دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ حاضرین میں بعض غیر احمدی دوستوں کے علاوہ مستورات بھی خاصی تعداد میں شریک جلسہ ہوئیں۔ پردے کا خاطر خواہ انتظام تھا۔

منصور احمد ظفر سیکرٹری تعلیم ڈیرہ غازیخاں

خوشاب

جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ جس میں چار مقررین نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی

عبدالرشید قائد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب

لاہور

بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور بعد از نماز مکرم جناب چوہدری محمد اسد اللہ خاں صاحب بار ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور یوم مصلح موعود کی تقریب سعید پر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے جلسہ منعقد ہوا۔

۱۔ تلاوت قرآن مجید خاکسار نے کی اور درثمین سے نظم راجہ محمد احمد خاں صاحب بی۔اے سٹوڈنٹ نے پڑھی۔

۲۔ صاحب صدر نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کی اصل عبارت پڑھ کر سنائی اور پیشگوئی کے نفس مضمون پر مبسوط تقریر فرمائی۔

۲۔ قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے نائب قائد اول مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے "نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

۳۔ خاکسار نے پیشگوئی کی اہمیت اور ابتدائی حالات پر روشنی ڈالی۔

۴۔ مکرم جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت نے "زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" کے عنوان پر تقریر کی۔ پونے ۹ بجے جلسہ بخیر وخوبی دعا کے ساتھ ختم ہوا۔

خاکسار بہادل شاہ
سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ لاہور

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر صوفی احمد صاحب انچارج سول ہسپتال فتح جنگ کا لڑکا رشید احمد ایف ایس سی میڈیکل کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے اور لڑکی امۃ الحمید میٹرک کا امتحان دے رہی ہے دونوں کی امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (میر عبد الحمید صاحب بنوں)

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی

بروز اتوار مورخہ ۱۷ر۲ کو زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ چوہدری عبدالمجید صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اس کے بعد قمر صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد مولوی محمد لطیف صاحب مبلغ سلسلہ نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود پر تقریر فرمائی۔ مولانا عبدالمالک خانصاحب کی چھوٹی صاحبزادی نے تقریر کی۔ اور اس کے بعد بابو خورشید عالم صاحب نے قومیں اس سے برکت پائیں گی پر تقریر کی۔ بابو صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری ناصر احمد صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مولانا عبدالمالک صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کے بعد نذیر احمد صاحب ساجد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ڈرگ روڈ نے تقریر فرمائی اس کے بعد مولانا جلال الدین صاحب شمس نے تقریر فرمائی۔ شمس صاحب نے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے مصلح موعود ہونا ثابت کیا۔ اس کے بعد مٹھائی تقسیم کی گئی۔ مستورات بھی موجود تھیں۔ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب رہا

راجہ محمد یونس
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی

اجلاس ممبران سٹار ہوزری ورکس

سٹار ہوزری ورکس کا ایک جنرل اجلاس مورخہ ۲۲ر مارچ کو بعد نماز مغرب بوقت سات بجے شام دفتر جائداد صدر انجمن احمدیہ میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ جملہ ممبران سے درخواست ہے کہ وہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر ممنون فرماویں

سیکرٹری سٹار ہوزری ورکس ربوہ (ناظم جائداد)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مقصود احمد صاحب واقف زندگی میرپور خاص کو مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۵۷ء بروز بدھ دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے نومولود محترم ماسٹر محمد حسن صاحب آسان دہلوی مرحوم کا پوتا اور محترم شیخ غلام حسین صاحب مرحوم کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا کرے۔ نیز اسے دینی و دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے اور دین کا خادم بنائے [illegible] آمین

محترمہ عصمت بی بی صاحبہ کی وفات بقیہ صفحہ اوّل

مرحومہ نہایت نیک متقی عبادت گزار اور ہر آن یادِ الٰہی میں مصروف رہنے والی خاتون تھیں اپنے گاؤں میں آپ نے بے شمار عورتوں بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ آپ نے وصیت بھی کی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ کا جنازہ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۵۷ء کو ربوہ لایا گیا۔ ۳ مارچ کی صبح کو امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں کثیر التعداد مقامی احباب کے علاوہ آپ کے آبائی وطن موضع اوجلہ کے بھی بہت سے احباب جماعت شریک ہوئے۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ بعدہٗ مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم چوہدری فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم نے دعا کرائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پھوپھی صاحبہ محترمہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ نیز وہ اپنے فضل سے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کو اپنانے کی سعادت بخشے

(عطاء اللہ راجہ محلہ دار الرحمت ربوہ)

قیمت اخبار الفضل بذریعہ منی آرڈر بھجوانے میں آپ کا ہی فائدہ ہے

اوقات روانگی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودہا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودہا برائے لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودہا	۳½	۵½	۶½	۸	۹½	۱۰¾	۱۲	۱۲½	۱۵	۱۶
از گوجرانوالہ برائے سرگودہا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ:۔ لاہور سرگودہا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودہا گوجرانوالہ کے درمیان ساڑھے چار گھنٹے کا سفر ہے (جنرل منیجر)						
از سرگودہا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¾							

زانگ کشمیر پر بات چیت کے لئے ۱۳ مارچ کو کراچی پہنچیں گے

سلامتی کونسل پاکستان پر جارحانہ حملے کا الزام مسترد کر چکی ہے

کراچی ۴ مارچ۔ وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون نے کل یہاں ہوائی اڈے پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کے دوران میں بتایا کہ اقوام متحدہ کے نمائندہ مسٹر گونار ژارنگ ۱۳ مارچ کو کراچی میں متوقع ہیں۔

ملک فیروز خاں نون نیویارک سے لنڈن ہوتے ہوئے کل تیسرے پہر یہاں پہنچے تھے۔

لنڈن میں وزیر خارجہ نے برطانوی وزیر اعظم مسٹر میکملن اور دوسرے برطانوی زعماء سے کشمیر اور مشرق وسطےٰ کے بارے میں بات چیت کی نیویارک میں آپ نے سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر بحث کے دوران پاکستانی وفد کی قیادت کے فرائض سر انجام دیئے۔

وزیر خارجہ نے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کرنے کے نظریہ پر پاکستان کے اختلاف کا اعلان کیا۔ آپ نے کہا سلامتی کونسل اس سلسلہ میں پہلے ہی بعض فیصلے کر چکی ہے اور اب یہ مسئلہ بین الاقوامی عدالت میں پیش کرنے کا مقصد اس تنازعہ کو طول دینے کے سوا کچھ نہیں۔

ملک فیروز خاں نون نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ "میری رائے میں اس مسئلے کا حل قریب آ گیا ہے" [illegible] رائے کی مزید وضاحت کرنے سے انکار کر دیا۔

وزیر خارجہ نے غازہ کے علاقہ سے فوجیں ہٹانے کے متعلق اسرائیل کے فیصلہ پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ مشرق وسطےٰ کے مسائل کا جلد از جلد حل معلوم کرنا چاہیئے۔

ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے اس سلسلہ میں لاعلمی کا اظہار کیا کہ عراق کے ولیعہد شہزادہ امیر عبد الالہ امریکہ کو معاہدہ بغداد میں شامل کرنے پر آمادہ کرنے کا مشن لے کر واشنگٹن گئے تھے۔

ملک فیروز خاں نون نے ایک مرتبہ پھر مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کرنے کے خیال کا ذکر کرتے ہوئے کہا "پاکستان اور ہندوستان دونوں اقوام متحدہ کی وہ قرار دادیں منظور کر چکے ہیں۔ جن میں ریاست کے الحاق کا فیصلہ دیا گیا ہے (کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ و غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعے ہوگا) اب نو سال گذرنے کے بعد اس مسئلہ کو از سر نو شروع نہیں کیا جا سکتا۔ اب تو صرف یہ کام باقی ہے کہ سلامتی کونسل کے فیصلوں کو کس طرح عملی شکل دی جائے" آپ نے کہا "اگر پنڈت نہرو اس مسئلہ کا پُرامن حل چاہتے ہیں تو وہ سلامتی کونسل کے فیصلوں کا احترام کیوں نہیں کرتے"

ملک فیروز خاں نون نے کہا "ہندوستان نے پاکستان کے خلاف کشمیر پر جارحانہ حملہ کرنے کا جو الزام عاید کیا ہے سلامتی کونسل نے اس پر غور کرنے کے بعد اسے مسترد کر دیا ہے اور اس امر کا اعادہ کیا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کے لوگ ہی اقوام متحدہ کی نگرانی میں آزادانہ و غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعے اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں"

درخواست دعا

مکرم مرزا منیر احمد صاحب کلرک دفتر روزنامہ الفضل میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں۔ امتحان یکم مارچ سے شروع ہو چکا ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں (ادارہ)

بازار صرافہ لاہور

سونا پاسہ	۱۱۴-۸-۰
سونا تیزابی	۱۱۳-۱۲-۰
پاؤنڈ	۷۶-[illegible]
چاندی [illegible]	۱۸۰-[illegible]
چاندی تیزابی	۱۸[illegible]